آخری قسط

پروفیسر خواجہ ابوالکلام صدیقی

امیرالمؤمنین خلیفۂ بلا فصل رسول

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد سب سے افضل انسان

۲۱.........اگرچہ اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نیابت قابلِ تحسین و صد آفرین ہے مگر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید (پارہ ۱۰، رکوع ۱۲، آیت ۴۰) میں رفاقتِ صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر تو فرمایا ہے مگر نیابت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں فرمایا جس سے اس موقع کی نیابت پر اس موقع کی رفاقت یعنی اس موقع کے نائب پر اس موقع کے رفیق کی فضیلت واضح ہے۔ نیز یہ کہ اس قرآنی ذکر میں آپ، یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضیلت کے متعدد اشارات موجود ہیں مثلاً: (i) ثانی اثنین (دو کا دوسرا) اس میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی کہا گیا ہے اور ثانی وہی ہو سکتا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کا مکمل عکس پایا جاتا ہو۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں آپ سے کوئی اور افضل کیسے ہو سکتا ہے؟ جب آپ کی موجودگی میں کوئی اور افضل نہیں تو پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مزاج شناسِ نبوت جماعت آپ کی بجائے کسی اور کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ کیسے قبول کر سکتی تھی؟ یہی وہ دلیل ہے جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اوّلین خلیفہ کے انتخاب کے وقت پیش فرمایا جس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بلاچون وچرا آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی (تفسیر قرطبی جلد ۸ صفحہ ۷۴ آیت مذکورہ) (ii) اذھما فی الغار (جب وہ دونوں غار میں تھے) اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی خصوصی رفاقت کا اظہار کیا گیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”اے ابوبکر! تو غار میں میرا ساتھی تھا اور حوض (یعنی حوضِ کوثر) پر بھی میرا ساتھی ہوگا (مشکوٰۃ باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ الفصل الثانی) (iii) اذیقول لصاحبہ (جب وہ، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابی یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرما رہے تھے) اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحب یعنی صحابی کہا گیا ہے آپ واحد صحابی ہیں جنہیں قرآن مجید میں شخصی تعین کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی کہا گیا ہے، اس لئے حضرات علماء کے نزدیک آپ کی صحابیت کا انکار خبر تواتر اور اجماع کے انکار کے علاوہ قرآنی خبر کے انکار کی وجہ سے بھی کفر ہے۔ گویا کہ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فرداً فرداً صحابی ہونا خبر تواتر یا اجماع سے ثابت ہے ان میں کسی ایک کی صحابیت کا انکار ایک یا دو وجہ سے کفر ہے مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار (قرآنی خبر، خبر تواتر، اور اجماع) تینوں لحاظ سے کفر ہے اور اس شرف میں آپ کے ساتھ اور کوئی صحابی شریک نہیں (iv) لا تحزن (تو غم نہ کھا)

غار میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا غمگین ہونا اپنی ذات کی وجہ سے نہ تھا۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں تھا۔ اگر انہیں اپنی جان کا ڈر ہوتا تو پھر غم نہ کر، کی بجائے لا تخف (تو نہ ڈر) ہوتا اور اگر بالفرض یہ سمجھ لیا جائے کہ اس وقت آپ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے خود اپنی جان کا خوف طاری تھا تو پھر بھی ان کا کامل الایمان اور اشاعت اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصی رفیق اور مفید ترین معاون ہونا ثابت ہے۔ ورنہ کفار کو اس کے علاوہ آپ سے اور کیا دشمنی ہو سکتی تھی؟ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے فرد یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بجائے آپ کی جان کے درپے ہوں اور اگر کفار مکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جان کے بھی اسی طرح دشمن ہوتے جس طرح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جان کے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں قطعاً پیچھے چھوڑ کر نہ جاتے (۷) ان اللہ معنا (بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو یہ فرمایا کہ اللہ میرے ساتھ ہے اور نہ ہی علیحدہ علیحدہ میرے ساتھ ہے اور تیرے ساتھ ہے۔ فرمایا بلکہ دونوں کو ملا کر یکجا (معنا) ہمارے ساتھ فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ویسے ہی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، دوسرے یہ کہ اللہ کی معیّت، نصرت و حمایت جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دائمی ہے، ایسے ہی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے بھی دائمی ہے، تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی معیّت ایمان، صبر، تقویٰ وغیرہ صفات میں سے کسی صفت کے ساتھ مشروط فرمائی ہے مگر یہاں کسی صفت یا شرط کے بغیر بیان فرمائی ہے جس سے معلوم ہوا کہ آپ کی ذات صفات نبوت کا عکس ہے۔ یعنی آپ میں وہ تمام صفات موجود ہیں جن میں سے ہر صفت اللہ تعالیٰ کی معیّت کا مستحق بنا دیتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی معیّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح آپ کی کسی صفت کی بجائے آپ کی ذات کے ساتھ ہے اور یہ شرف آپ کے سوا کسی اور غیر نبی کو حاصل نہیں۔

۲۲........اگرچہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بلاشک وشبہ جنتی ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خصوصیت یا کسی خاص عمل کی وجہ سے بعض افراد کو فرداً فرداً بھی بشارت دی ہے۔ خصوصی خوش خبری پانے والوں میں سب سے زیادہ فضیلت والے وہ دس حضرات ہیں جنہیں فرداً فرداً نام کے ساتھ بیک وقت یہ خوش خبری عطا کی گئی ہے۔ ان عشرہ مبشرہ (خوش خبری دیئے ہوئے دس) میں سر فہرست سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں (مشکوٰۃ باب مناقب العشرہ رضی اللہ عنہم الفصل الثانی) جبکہ باقی نو افراد عمر، عثمان، علی، طلحہ زبیر، عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید اور ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم ہیں اور یہ سب کے سب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کرنے والوں میں شامل ہیں۔

۲۳........۶ ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی افواہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شہادت کا بدلہ لینے کے لئے حدیبیہ کے مقام پر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لی۔ اس بیعت کو ''بیعتِ رضوان'' کہتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس بیعت میں شریک ہونے والوں کو سندِ ایمان عطا

فرمانے کے علاوہ اپنی رضا کی خوش خبری سے سرفراز فرمایا (پارہ ۲۶، سورہ الفتح رکوع ۳ آیت ۱۹) نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "غزوۂ بدر میں شریک ہونے والا کوئی ایک شخص بھی ہرگز جہنم میں نہیں جائے گا (فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۳۰۵ باب فضل من شہد بدراً) سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نہ صرف دونوں موقعوں پر موجود تھے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست راست اور مشیر خاص بھی تھے۔

۲۴.......... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات پر کسی نے اپنی کہنی میرے کندھے پر رکھ کر یوں کہا کہ: "اے عمر! اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے! یقیناً میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تجھے تیرے دونوں ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر کام میں اپنے ساتھ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں کا نام لیتے تھے۔ جب میں نے پیچھے مڑ کر کہنے والے کو دیکھا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے (مشکواہ باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہا الفصل الاول)

۲۵..........رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آسمان پر میرے دو وزیر، جبرائیل و میکائیل ہیں اور اہل ارض میں سے میرے دو وزیر، ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) ہیں (ایضاً الفصل الثانی)

۲۶..........رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں اعلیٰ درجات والوں کو ادنیٰ درجات والے ایسے دیکھیں گے جیسے تم لوگ آسمان کے کنارے ستارہ چمکتا ہوا دیکھتے ہو۔ ابوبکر و عمر بھی انہی میں ہوں گے اور یہ دونوں کیا ہی خوب ہیں (ایضاً)۔

۲۷..........رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) انبیاء کرام علیہم السلام کے سوا تمام پہلے اور پچھلے ادھیڑ عمر اہل جنت کے سردار ہوں گے۔ (ایضاً)

۲۸..........رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابوبکر! میری امت میں سے جنت میں جو پہلا شخص داخل ہو گا وہ یقیناً تو ہے (مشکواہ باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہما الفصل الثانی)

۲۹..........ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی خاص نیکی میں خصوصیت رکھنے والے کو اسی نیکی کے دروازے سے جنت کی طرف بلایا جائے گا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا کوئی ایسا بھی ہو گا جسے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، میں امید کرتا ہوں کہ تو انہیں میں سے ہو گا (صحیح بخاری، ابواب، فضل ابی بکر رضی اللہ عنہ)

۳۰..........خلیل اس دوست کو کہتے ہیں جس کے دل میں بنیادی اور اصل محبت صرف اور صرف اپنے دوست کی ہو باقی ہر ایک سے محبت اپنے دوست سے محبت کی وجہ سے ہو، حضرت ابراہیم علیہ السلام سب کو چھوڑ کر صرف اللہ تعالیٰ کے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں خلیل کا لقب عطا فرما دیا۔ ہمارے نبی کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیل بھی ہیں اور حبیب بھی (یعنی ایسا محبوب جس سے محبت کبھی کم نہ ہو)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں کوئی خلیل بناتا تو میں ابو بکر کو خلیل بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور میرے صاحب (یعنی صحابی) ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا خلیل بنایا ہے۔ (مشکواہ باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ الفصل الاوّل)

۳۱.......... حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کو انسانوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ (رضی اللہ عنہا) میں نے عرض کیا مردوں میں؟ فرمایا: ابوھا اس کا باپ۔ یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (ایضاً)

۳۲.......... حضرت عمر رضی اللہ عنہ جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان اور ان کے دل پر حق رکھ دیا ہے (ایضاً باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ الفصل الثانی) فرماتے ہیں کہ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) ہمارے سردار ہیں، ہم میں سب سے بہتر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم میں سے سب سے زیادہ پیارے تھے (ایضاً باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ الفصل الثانی)

۳۳.......... محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: ابو بکر رضی اللہ عنہ (ایضاً الفصل الاوّل)

۳۴.......... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ: مجھے معلوم نہیں کہ میں تمہارے درمیان بقایا کتنا عرصہ رہوں گا، پس تم میرے بعد دو شخصوں یعنی ابو بکر (اور پھر) عمر (رضی اللہ عنہما) کی پیروی کرنا (ایضاً باب مناقب ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما الفصل الثانی)

۳۵.......... جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ایک خاتون خدمت اقدس میں حاضر ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھر آنے کا فرمایا۔اس نے کہا کہ اگر میں دوبارہ آنے پر آپ کو نہ پاؤں تو پھر؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: پھر تو ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس چلی جانا (ایضاً باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ الفصل الاوّل)

۳۶.......... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی علالت میں فرمایا کہ" تو اپنے والد (ابو بکر) اور بھائی (عبد الرحمن) کو بلا، تا کہ میں ایک تحریر لکھوا دوں، کیونکہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا نہ کر بیٹھے مگر اللہ تعالیٰ اور ایمان والے ابو بکر کے سوا کسی اور کو قبول کرنے سے انکار کر دیں گے (ایضاً)

۳۷.......... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی علالت میں وفات سے چار دن پہلے بروز جمعرات نماز ظہر میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز شروع کی اور پھر خود اسی انداز سے امامت فرمائی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور باقی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ابو بکر کی اقتداء کر رہے تھے، نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری خطبہ ارشاد فرمایا اس میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے

فرمایا: رفاقت اور مال کے لحاظ سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا ہے (بخاری ابواب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ) جس کسی نے بھی ہم سے احسان کیا ہم نے اس کا بدلہ اتار دیا۔ سوائے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے۔ پس ان کو خود اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بدلہ عطا فرمائے گا، مجھے کسی کے مال نے اتنا فائدہ نہیں دیا جتنا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے مال نے دیا (مشکواہ باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ) الفصل الثانی) مسجد (نبوی) میں ابوبکر کی کھڑکی کے سوا کسی کھڑکی کو ہرگز باقی نہ رکھا جائے (ایضاً الفصل الاوّل)

۳۸..........رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹ ھ میں اپنی جگہ آپ کو امیر حج بنا کر بھیجا اور پھر آپ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ کا مامور یعنی ماتحت بنا کر روانہ کیا (سیرہ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۳ صفحہ ۱۰۰) جس میں یہ اشارہ صاف موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی کے باوجود خلافت و نیابت کا حق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے۔

۳۹..........رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: وہ لوگ جن میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) موجود ہوں ان کے لئے مناسب نہیں کہ وہ ان کے سوا کسی اور کو اپنا امام بنائیں (مشکواۃ باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ الفصل الثانی)

۴۰..........خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی علالت میں اپنی جگہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی کا امام مقرر فرمایا اور آپ نے جمعرات کی نماز ظہر سے سوموار (یوم وفات) کی صبح تک بیس نمازوں میں امامت فرمائی۔ ان میں سے جمعرات کی ظہر کی نماز نائب امام کے طور پر اور باقی انیس نمازیں اصل امام کے طور پر پڑھائیں۔

۴۱..........حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز پڑھانے کے لئے آگے کیا، میں حاضر تھا، غائب نہ تھا، صحت مند تھا، بیمار نہ تھا، اگر مجھے آگے کھڑا کرنا چاہتے تو کر دیتے، اس لئے ہم نے اپنی دنیا یعنی خلافت و امارت کے لئے اس شخص کو پسند کر لیا جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین (یعنی نماز کی امامت) کے لئے پسند فرمایا (تہذیب الاسماء واللغات از امام نووی صفحہ ۱۸۹، ۱۹۱)

۴۲..........سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفۂ بلافصل ہیں۔ یعنی اوّلین اور متصل خلیفۂ راشد ہیں۔ آپ کی بجائے کسی اور کو خلیفۂ بلافصل کہنا اگر واقعہ کی خبر ہے یعنی یہ بتلانا مقصود ہے کہ عملاً آپ خلیفہ نہیں بنے۔ اور آپ کی بجائے کوئی اور بنا تھا تو یہ ایسا صریح جھوٹ ہے جس کی تائید مسلمان تو مسلمان کوئی غیر مسلم مؤرخ یا بدترین مخالف بھی نہیں کر سکتا، کجا یہ کہ اسے اپنی عبادت کے اعلان کا حصہ بنایا جائے، اگر یہ واقعہ کی خبر کی بجائے خواہش ہے، اوّل تو اس کا وقت گزر چکا ہے، ہم اس فیصلے کے مجاز نہیں۔ اس کا حق حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کو تھا اور انہوں نے آپ کی خلافت پر اجماع کر لیا اور اہل ایمان (بالخصوص اہل ایمان کی مقدس ترین جماعت جس کی اتباع لازم اور نجات

کا واحد ذریعہ ہے) کی اجماعی راہ چھوڑ کر علیحدہ راہ اختیار کرنا اپنے آپ کو جہنم کا مستحق بنانا ہے (پارہ ۵، رکوع ۱۴ آیت ۱۱۵) دوسرے یہ کہ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر تبرا یعنی آپ سے بیزاری کا اظہار ہے جو قرآن و حدیث اور اجماع امت کے مطابق صریح کفر ہے۔

۴۳.............. فضائل و عقائد کے علاوہ ظاہری حالات کے لحاظ سے بھی یہ بات واضح ہے کہ ان کے مقابلے میں کسی اور کی خلافت کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ ان کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کرنے والوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر حضرت عمر بن خطاب جن کا لقب فاروق اعظم یعنی حق اور باطل کے درمیان امتیاز کر دینے والوں میں سب سے بڑا ہے اور ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ان کی راہ سے شیطان اپنی راہ الگ کر لیتا ہے۔ (مشکوٰۃ باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ الفصل الاوّل .... نیز فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا........ ایضاً الفصل الثانی) چچا اور ہم زلف حضرت عباس بن عبدالمطلب، بڑے داماد حضرت ابوالعاص بن ربیع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی بیٹی سیدہ زینب کے شوہر اور ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے۔ دوسرے داماد حضرت عثمان بن عفان جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیٹی سیدہ رقیہ اور ان کے انتقال کے بعد سیدہ ام کلثوم کے شوہر بنے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کے نواسے ہونے کی وجہ سے آپ کے بھانجے تھے، حضرت آدم علیہ السلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک صرف ان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ان کے عقد میں نبی علیہ السلام کی دو بیٹیاں آئیں ۔ اس لئے ان کا لقب "ذوالنورین" ہے، یہ تیسرے خلیفۂ راشد تھے ان کے ہاتھ پر حضرت عبدالرحمن بن عوف کے بعد سب سے پہلے بیعت خلافت کرنے والے حضرت علی تھے۔ تیسرے داماد حضرت علی بن ابی طالب (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چوتھی بیٹی سیدہ فاطمہ کے شوہر تھے، چوتھے خلیفۂ راشد ہیں۔ پہلے تین خلفاء کے مشیر و معاون اور نمازوں میں ان کے مقتدی رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف اور پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیر بن عوام (عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں، ام المؤمنین حضرت خدیجہ کے حقیقی بھتیجے تھے، انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خندق کے موقع پر اپنے حواری یعنی خصوصی مدد گار کا خطاب عطا فرمایا۔ مشکوٰۃ باب مناقب العشرہ رضی اللہ عنہم الفصل الاوّل ۔ اور فرمایا: میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں ۔ ایضاً) حضرت سعد بن ابی وقاص (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم) کے رشتے میں ماموں زاد بھائی ہیں، عشرہ مبشرہ میں ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احد میں ان سے فرمایا: اے سعد! تیر چلا میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔ ایضاً۔ یہ الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کے علاوہ صرف ان کے لئے استعمال کئے۔ نیز ان کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مستجاب الدعوات ہونے کی دعا فرمائی۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح (جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امین الامت فرمایا۔ ایضاً۔ اور یہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) چار امہات المؤمنین کی نسبت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف حضرت طلحہ بن عبیداللہ (جو عشرۂ

مبشرہ میں ہیں، حضرت حسن اور حضرت حسین دونوں کے سسر تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو غزوۂ احد میں طلحۃ الخیر، حنین میں طلحۃ الجواد، اور غزوۂ تبوک میں طلحۃ الفیاض فرمایا نیز غزوۂ احد کے موقع پر ارشاد فرمایا: جس نے زمین پر چلتا پھرتا شہید دیکھنا ہو وہ ان کو دیکھ لے ایضاً الفصل الثانی) سمیت جملہ اولین و سامعین مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ اور ان سب مایہ ناز اور لائق اتباع مقدس حضرات نے یہ بیعت کسی جبر واکراہ کے بغیر اپنی رضا سے کی اور آپ کے پورے دورِ خلافت میں کسی تقیہ یعنی منافقت کے بغیر دل وجان سے آپ کی اطاعت اور بھرپور معاونت کی۔

۴۴.........اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اسے عقیدۂ توحید کہتے ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام اس عیقدے کی یاددہانی کرانے اور عبادت کا نمونہ پیش کرنے کے لئے دنیا میں تشریف لائے۔ اس سلسلۂ نبوت کا اختتام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا۔

نبوت، داخلی کیفیت یعنی عصمت اور خارجی صورت یعنی وحی نبوت کے امتزاج کا نام ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم ملزوم ہیں۔ جس طرح وحی نبوت کے نزول کے لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اسی طرح صاحب عصمت ہونے کے لحاظ سے بھی آخری معصوم ہیں یعنی جس طرح آپ صلی اللہ علیہ سلم کے بعد کسی کو نبی ماننا یا کسی پر وحی کا نزول ماننا کفر ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو معصوم ماننا بھی کفر ہے۔ کیونکہ یہ بھی دراصل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا انکار ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا اور یہ نیابت وخلافت حضرت آدم علیہ السلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو حاصل رہی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دین کی تکمیل ہوگئی اور نزول احکام کی ضرورت باقی نہ رہی اس لئے سلسلۂ نبوت تو ختم کر دیا گیا مگر کیونکہ عبادت کے عملی نمونے کی ضرورت باقی رہی اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت و نیابت کا سلسلہ شروع فرمایا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ وہی ہو سکتا تھا جو صفات نبوت کی نورانیت سے پوری طرح منور ہو۔ مقام صدیقیت میں سب سے اونچا ہو، لہٰذا اس لحاظ سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بنے۔ جس طرح نبوت، عقیدۂ توحید کی حفاظت کا ذریعہ ہے اسی طرح صدیقیت اور خلافت، نبوت، پیغام نبوت اور مقام نبوت کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں یہ دونوں ذمہ داریاں پوری فرمائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام نبوت کی بنیاد یعنی قرآن مجید کو حفظاً محفوظ فرمانے کا اہتمام فرمایا اور اسے اپنے سامنے مختلف اجزاء کی صورت میں تحریر کرایا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تحریک پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھے گئے قرآنی اجزاء کو یکجا کرایا یعنی ایک وصف میں جمع کرایا۔

۴۵......مقامِ نبوت دو پہلو کے لحاظ سے قابلِ حفاظت ہے۔ اوّل یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت کے باوجود معبودیت و عبودیت یعنی خالق و مخلوق کا فرق قائم رہے۔ دوسرے یہ کہ مدعیان نبوت پنپنے نہ پائیں۔ اوّل الذکر پہلو کے سلسلہ میں آپ کا وہ خطبہ بنیادی حیثیت رکھتا ہے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ارشاد فرمایا: تم میں سے جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا پس وہ جان لے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور اس پر کبھی بھی موت طاری نہیں ہوگی اور تم میں سے جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا پس وہ جان لے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاچکے ہیں اور یہ بات تو خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرما دی۔

(پارہ ۴ رکوع ۶ آیت ۱۴۴) نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم، مگر اللہ کے ایک رسول ہیں، ان سے پہلے اور بھی رسول گزرے چکے ہیں اگر آپ کا انتقال ہو جائے یا شہید ہو جائیں تو کیا تم (دین اسلام سے) پلٹ جاؤ گے اور جو شخص پلٹ جائے گا وہ اللہ کا ذرہ بھر نقصان بھی نہیں کرے گا......اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے فرمایا (پارہ ۲۳ رکوع ۱۷ آیت ۳۰) یقیناً آپ پر موت کی کیفیت طاری ہوگی اور یہ سب لوگ بھی مریں گے، اور فرمایا (پارہ ۲۰ رکوع ۱۲ آیت ۸۸) اللہ کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ مزید فرمایا (پارہ ۲۷ رکوع ۱۲ سورہ الرحمن آیت ۲۶، ۲۷) تیرے رب ذوالجلال والاکرام کے سوا ہر ایک فنا ہونے والا ہے نیز فرمایا: (پارہ ۴ رکوع ۱۰ آیت ۱۸۴) ہر جاندار موت کا ذائقہ ضرور چکھے گا......(سیرہ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۳ صفحہ ۱۷۵)

مقام نبوت کے دوسرے پہلو یعنی مدعیان نبوت سے حفاظت کے لئے آپ نے اپنے دور کے مدعیان نبوت کے خلاف ان کے خاتمہ تک جہاد فرما کر بعد کی امت کے لئے اس سلسلہ میں ایمانی تقاضوں کو رہنما اصول متعین فرما دیا۔

۴۶......ارتداد کے معنی پھر جانے کے ہیں اور شریعت میں اس سے مراد دین سے پھر جانے کے ہیں جس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ اسلام کو کلی طور پر چھوڑ کر کوئی اور دین اختیار کر لیا جائے اور دوسرے یہ کہ دین کی قطعیات میں سے کسی کا انکار کر دیا جائے، ارتداد کی یہ دونوں صورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے فوراً بعد ظاہر ہوئیں۔ کچھ نو مسلم قبائل اسلام سے پلٹ گئے اور کچھ نے زکوٰۃ کی ادائیگی روکنے کا اعلان کر دیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فتنے کی دونوں صورتوں کے خلاف جہاد فرمایا اور کامیابی سے سرفراز ہوئے اور اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی حفاظت کا ذریعہ بنے۔

۴۷......عقیدۂ توحید کا اجتماعی پہلو معاشرے میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا نفاذ ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام مخلوق کی حاکمیت ہے (وہ "آمریت" کی شکل میں ہو خواہ "جمہوریت" کی شکل میں) مٹا کر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے کے لئے تشریف لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت نافذ فرما دی اور بیرون عرب کے حاکموں کو بذریعہ خطوط اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کی دعوت دی۔ اللہ

تبارک و تعالیٰ نے آپ کو کامیابی کی نوید عطا فرمائی۔ جس کا عملی آغاز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوّلین خلیفہ راشد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوا کہ آپ نے اسلامی فتوحات کی صورت میں قیصر و کسریٰ کی حدود میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کی بنیاد رکھ دی۔ جس کی تکمیل آپ کے جانشینوں کے دور میں ہوئی۔

۴۸..........صدیقیت اور خلافت نبوت و رسالت کے تقاضے پورے فرماتے ہوئے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تقریباً سوا دو سال بعد ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ ھ بروز سوموار مغرب و عشا کے درمیان (سوموار ۲۱ تاریخ تھی مگر قمری حساب سے شام ۲۲ کی تھی) وفات پائی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں آرام فرما ہوئے یعنی صاحب نماز تو تھے ہی صاحب مزار بھی ہو گئے گویا کہ اس جگہ دفن ہوئے جو جنت کا ٹکڑا ہی نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کی وجہ سے جنت الفردوس حتیٰ کہ عرش معلّٰی کے لئے بھی قابل رشک ہے۔

۴۹..........رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے وقت) زمین سب سے پہلے میرے لئے پھٹے گی پھر ابوبکر کے لئے اور پھر عمر کے لئے (مشکواۃ باب مناقب ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما الفصل الثانی)

۵۰..........حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما مسجد نبوی میں اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کا ہاتھ اپنے دائیں ہاتھ میں اور دوسرے کا اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا اور فرمایا: قیامت کے روز ہم اسی طرح اٹھائے جائیں گے (ایضاً)

اللھم ارزُ قنا حُبَّ اَصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وارز قنا اتبا عھم با حسان وادخلنا معھم فی جنت الفردوس ۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین.

مولانا احمد رضا خان بریلوی پر ناحق الزام

"اگر آپ ہندوستان میں بریلی جائیں تو مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کی مسجد میں نہ اذان سے پہلے درود پڑھا جائے گا اور نہ بعد میں۔ نماز کے بعد کلمہ کا ورد بھی نہیں ہو گا اور جمعہ اور میلاد کے موقع پر کھڑے ہو کر درود سلام کی محفل بھی نہیں ہوتی...... دراصل اس معاملے میں حضرت مولانا کو بہت بدنام کیا گیا ہے۔ ان کی احتیاط کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ وہ مزارات پر خواتین کے جانے کے قائل بھی نہیں ہیں۔ مزارات پر جانے کے آداب ان کے نزدیک یہ ہیں کہ قبر سے چار ہاتھ دور کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھی جائے۔ قبر کو بوسہ تو کیا، چھوا بھی نہ جائے۔ قبر پر ایک سے زیادہ غلاف نہ ڈالا جائے۔ لیکن آج کل تو لوگ دور دراز سے ڈھول ڈھمکے کے ساتھ بھنگڑا ڈالتے ہوئے مزاروں پر جاتے ہیں۔ امام احمد رضا کے نزدیک ان کا یہ فعل حرام و ناجائز ہے اور ایسا کرنے والوں پر توبہ فرض ہے۔"

(بحوالہ ماہنامہ "اشراق" لاہور، جولائی ۹۸ء)۔